انسانی اعضا و جوارح کی پیوند کاری

ایک مقالہ کی تلخیص

از جناب عصمت اللہ، عنایت اللہ۔ طالب علم پی ایچ ڈی۔ مکہ مکرمہ

ہمارے ملک میں علمی بحث و تحقیق بالخصوص جدید مسائل اور عصر حاضر کے پیدا کردہ چیلنجوں کا شریعتِ اسلامی کی روشنی میں مدلل جواب دینے کا کام جس وسیع پیمانے پر انفرادی اور اداروں کے ذریعے ہونا چاہیے تھا۔ وہ ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔ اور جو چند ایک ادارے اس کام کی طرف توجہ دے رہے ہیں تو انہیں بھی کافی مشکلات کا سامنا ہے یہ ہمارے معاشرے کی ایک اہم ضرورت ہے کہ جدید مسائل کا شریعتِ اسلامی کی روشنی میں سائنٹیفک حل پیش ہونا چاہیے۔ مگر ہوتا یہ رہا ہے کہ سنجیدہ علمی بحث و تحقیق کی بجائے ایسے مسائل کو سطحی معلومات پر مبنی معلومات کی شکل دیگر اخبارات و جرائد کی زینت بنایا گیا۔ کچھ عرصہ قبل "انسانی اعضاء کا عطیہ" کے موضوع پر ملکی اخبارات و جرائد میں ایک بحث چل نکلی تھی۔ اس موضوع کے تحت سنجیدہ علمی بحث و تحقیق پر مبنی ایک مقالہ اُم القریٰ یونیورسٹی مکۃ مکرمہ میں "ایم اے۔ فقہ اسلامی" کی ڈگری کے لیے راقم کے پیش کیا، جسے امتیازی پوزیشن کے ساتھ ڈگری کا مستحق قرار دیا گیا۔

اہلِ علم حضرات اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں کے لیے مقالے کا ایک سرسری سا جائزہ پیش خدمت ہے۔ یہ مقالہ تقریباً فل سکیپ کے چار سو صفحات پر مشتمل ہے جو مقدمہ، پانچ ابواب، خاتمہ، ضمیمہ اور مختلف علمی و فنی فہارس پر مشتمل ہے۔

مقالہ کا مختصر سا جائزہ:

مقدمہ اس میں موضوع کی اہمیت اور اس کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی گئی ہے۔
یہ بیان کیا گیا ہے کہ مقالہ نویس نے کس پہلو کو کس حد تک اور کیوں اپنی تحقیق کا موضوع بنایا ہے نیز علمی تحقیقات کی مشکلات، اسلوبِ تحقیق اور طریقۂ کار کے علاوہ مقالہ کا ایک اجمالی خاکہ بھی دیا گیا ہے۔

باب اوّل پہلے باب میں ایسے شرعی اُصول ومبادی اور فقہی قواعد وضوابط بیان کئے گئے ہیں جو اس قسم کے جدید مسائل ومشکلات کے حل میں نشانِ راہ اور استدلال کا کام دیتے ہیں۔

نیز یہ کہ انسان خود اپنے جسم وجان کا مالک نہیں ہے اور یہ کہ انسان کا جسم اور اس کے تمام اجزا بحالتِ موت وحیات یعنی دونوں صورتوں میں طاہر ہے، نجس نہیں ہے۔

باب دوم زندہ اشخاص میں اعضا کی پیوند کاری واستفادہ کی دیگر صورتیں۔

زندہ انسان کے اپنے اعضا واجزا جو کسی وجہ سے الگ ہو گئے ہوں یا وقتی طور پر الگ کر لیے گئے ہوں ان کو دوبارہ اسی شخص کے جسم میں پیوند کاری کے ذریعے جوڑ دینا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے۔

— جو عضو قصاص کی تنفیذ میں کاٹا گیا ہو، اُس کو دوبارہ اسی جسم میں جوڑنا مشروط طور پر جائز ہے۔

— حدودِ شرعیہ کی تنفیذ کے نتیجہ میں جو عضو جسم سے الگ کر دیا گیا ہو، اسے پیوند کاری سے دوبارہ اس شخص کے جسم میں لگانا جائز نہیں ہے۔

— جو انسانی اعضا خالصتاً طبی وجوہ کی بنا پر، یا حدودِ شرعیہ اور قصاص کی تنفیذ کے نتیجے میں جسم سے الگ ہو جائیں ان کو اصل مالک کے علاوہ کسی دوسرے ضرورت مند مریض کے جسم میں پیوند کاری کے ذریعے منتقل کرنا بیان کردہ شرط کے ساتھ مباح کے درجہ میں آتا ہے۔

اسی طرح اگر مثال کے طور پر، کوئی شخص عمداً کسی شخص کے دونوں گردوں کے تلف

اور ضائع ہو جانے کا سبب بنے اور شرعاً اس پر قصاص لازم ہو جس کی تنفیذ کا حتمی اور لازمی نتیجہ اس کی موت کی صورت میں ہو گا، کیونکہ دونوں گردوں کے ضائع ہو جانے کی صورت زندہ بچنا تقریباً محال ہے تو ایسی صورت میں باہمی صلح اور رضامندی سے ملزم کا ایک گردہ قریب الموت مدعی کو منتقل کیا جا سکتا ہے، جس سے دونوں زندہ رہ سکیں گے۔

— زندہ شخص کا کوئی عضو منتقل کر دینے سے اگر اس کی موت واقع ہونے کا یقین یا خدشہ ہو یا ضرورت مند مریض کے ضرر کے مساوی ضرر پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو اس صورت میں پیوندکاری حرام اور ناجائز ہو گی۔

مندرجہ بالا صورتوں کے علاوہ پیوندکاری کی دیگر صورتیں "بوقتِ ضرورت" اور "بقدرِ ضرورت" صاحبِ عضو کی مرضی سے اجازت کے بعد جائز ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ ماہر دیندار اور خدا ترس معالج کی رائے ہو تو ضرورت مند مریض کو یقینی طور پر یا اغلباً فائدہ ہو گا۔

باب سوم | میت کے اعضا و اجزاء سے استفادہ۔

— میت کو از روئے شرع ایک خاص قسم کا تحفظ و احترام حاصل ہے۔ اس تحفظ اور احترام کو یقینی بنانے اور ضیاع سے بچانے کے لیے میت کے "اولیا" کو بھی مداخلت کا حق حاصل ہے۔

— شرعاً معتبر اور تسلیم شدہ مصالح کی بنا پر تعلیم و تدریس، جرائم کی تحقیقات اور خطرناک وبائی امراض کی دریافت کی کنٹرول کے لیے لاش کا بقدرِ ضرورت پوسٹ مارٹم کیا جا سکتا ہے۔ البتہ ضروری ہے کہ تعلیمی و دیگر پوسٹ مارٹم وغیرہ میں عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو، نیز نظر و لمس کے شرعی احکام و آداب کا بھی خیال رکھا جائے۔

— پوسٹ مارٹم سے ملتے جلتے مسائل جیسے حاملہ عورت یا اس کے جنین کی وفات یا کسی کا قیمتی مال، ہیرے جواہر وغیرہ نگل جانے کی صورت میں میت کی چیر پھاڑ پر قدیم فقہاء نے سیر حاصل بحثیں کی ہیں۔

— زندہ شخص کے جسم میں میت کے اعضا کی پیوندکاری بیان کردہ شرائط و آداب

کے ساتھ ضرورت کی حدود میں مباح ہے۔

باب چہارم | بعض اعضاء و اجزاء جن سے استفادہ زندگی و موت ہر دو حالتوں میں ممکن ہے۔

اس باب کے اہم مباحث درج ذیل ہیں:

۱۔ خون: شرعاً نجس اور حرام ہے لیکن اضطراری حالت میں اس کو بینا نص کی روشنی میں مباح ہے اور اس طرح کسی مریض اور ضرورت مند زخمی بالخصوص مجاہدین کو خون منتقل کرنا اولیٰ و افضل ہے۔

خون دینے سے موجودہ یا آئندہ نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

خون کے لیبارٹری ٹیسٹ کے نتائج کو حدود شرعیہ کے اثبات کے لیے بطور شہادت پیش نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ قصاص وقتل کے جرائم میں ان "قرائن قاطعہ" کے طور پر لیا جا سکتا ہے اس طرح مجہول النسب بچے یا دایہ یا نرس وغیرہ کی غلطی سے نومولود بچوں کے تبدیل ہو جانے کی صورت میں گروپ سے ان کے حقیقی والدین کے تعین میں مدد لی جا سکتی ہے[۱]۔

۲۔ انسانی دودھ: طاہر ہے اور بچہ دو سال کی عمر تک نصیباً اس سے استفادہ کا حقدار ہے۔ دو سال کے بعد احکام رضاعت تو مرتب نہیں ہوتے۔ البتہ دودھ کے استعمال کے حکم میں اختلاف ہے۔ اس کے حرام ہونے کی کوئی دلیل نہیں مل سکی۔

انسانی دودھ کے بینک، بلڈ بینک کی طرز پر یورپ میں موجود ہیں، البتہ مسلم ممالک میں ان کے قیام کی اجازت نہیں ہونی چاہیے، کیونکہ اس میں بے شمار شرعی و اخلاقی قباحتیں ہیں:

۳۔ انسانی ہڈیاں: طاہر و پاک ہیں لیکن ان کو آلۂ ذبح کے طور پر، استنجا اور ایندھن کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

۴۔ انسانی بالوں کا استعمال بصورت پیوندکاری یا "وگ" حرام ہے۔

---

[۱] خون کے گروپ سے آگے ENZYMES کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

۵۔ انسانی کھال: انسانی جلد کھینچنا، اُتارنا اور اس کو دباغت دینا بھی حرام ہے۔

۶۔ انسانی گوشت: بحالتِ اضطرار زندہ رہنے کے لیے بقدرِ ضرورت انسانی گوشت کھانا مباح ہے۔ بشرطیکہ یہ مضطر شخص شرعاً "معصوم الدم" ہو اور گوشت نبی کے جسدِ اطہر کا نہ ہو۔

۷۔ انسانی اعضاء و اجزاء کی منتقلی و پیوند کاری بربنائے مصالح و ضرورتِ شرعاً مباح ہے تو ان کی منتقلی وغیرہ کے لوازم کے طور پر ان کو محفوظ رکھنے کے لیے ان کے بینک بھی بنائے جا سکتے ہیں۔ انسان کے اعضا و اجزاء کی خرید و فروخت اور ان کا کاروبار کسی صورت میں بھی شرعاً جائز نہیں ہے۔

باب پنجم | مسئلہ: انسانی اعضا و اجزاء کا متبادل۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسانی اجزاء سے استفادہ کے سلسلے میں اصل حکم حرمت کا ہے، جواز بسبب ضرورت محض استثنا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ بحیثیت مسلمان ہم اس کا متبادل دریافت کریں جو شرعاً جائز و حلال ہو اور انسانی اجزاء کے متبادل کا کام دے سکے۔

ہماری نظر میں اس کے متبادل درج ذیل ہو سکتے ہیں:

۔ ضرورت مند مریض کے اپنے اعضا اور اجزائے جسم مثلاً خون، کھال وغیرہ کے استعمال میں شرعاً یا تو کوئی قباحت نہیں ہے یا کم درجے کی قباحت ہے۔

۔ اگر کام دے سکیں تو تمام حلال حیوانات کے اعضا و اجزاء بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ اس پر مزید طبی ریسرچ کی گنجائش ہے۔

۔ مصنوعی فاضل اجزا ۔ اگر سونے چاندی یا کسی نجس مادہ سے مرکب نہ ہوں، تو بلا جھجک استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ سونا اور چاندی کے اعضا خواتین کے لیے مطلقاً جائز ہیں[1] اور بوقتِ ضرورت ثقہ اور ماہر معالج کی رائے کی روشنی میں مرد کے لیے

---

[1] ربڑ یا پلاسٹک یا کسی اور میٹریل کے بھی اس حکم میں داخل ہوتے چاہئیں۔ (مدیر)

بھی جائز ہے۔[1]

کسی نجس مواد سے تیار شدہ اعضاء کا استعمال بھی عورت اور مرد دونوں کے لیے ہوسکتا ہے۔ بشرطیکہ فی الواقع ان کا استعمال کیے بغیر چارہ نہ ہو اور ان کا حلال اور پاک موجود نہ ہو۔ یہ سب متبادل قدیم زمانے سے انسان کے بالخصوص اسلافِ اُمتِ مُسلمہ کے زیر استعمال رہے ہیں۔

نیز یہ کہ مسلمان ڈاکٹروں اور سائنسدانوں کا فرض ہے اور ان کی توجہ اس طرف ضروری ہے کہ ان متبادل اشیاء اور تدابیر کو زیادہ بہتر اور ترقی یافتہ شکل میں سامنے لائیں۔

پیشہ طب سے منسلک تمام افراد اسی پیشہ کو انسانیت کی خدمت کے ساتھ ساتھ بہترین دعوتی اور اصلاحی اغراض کے لیے بھی استعمال کرسکتے ہیں۔

ضمیمہ یہ ایسی علمی دستاویزات پر مشتمل ہے جن میں عالم اسلام کے مؤقر علمی اداروں رابطہ عالم اسلامی کی فقہ اکیڈمی مفتی مصر، ازہر نیز مصری و سعودی دارالافتاء، الجزائری و اردنی علماء کی فتویٰ کمیٹی، اور عالم اسلام کے بعض ممتاز علمی شخصیات شیخ عبدالرحمٰن ناصر السعدی مرحوم، مفتی محمد شفیعؒ مرحوم، مولانا مودودیؒ مرحوم کے فتاویٰ کے متن عربی میں شامل کئے گئے ہیں۔

مختلف قسم کی فہارس اور اشاریے بھی تیار کیے گئے ہیں تاکہ قارئین کو استفادہ کرنے میں زیادہ آسانی ہو۔

---

[1] جیسے دانت، دانتوں پر استعمال ہونے والا کیل یا تار یا زخموں کے ٹانکے لگانے کا تار وغیرہ (ایڈیٹر)